83

قادیان دار الامن و الامان مورخہ ۳۱- اکتوبر ۱۸۹۹ء

خطبہ (موعظت)

جو

۲۰ اکتوبر ۱۸۹۹ء حضرت مولٰنا مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے پڑھا۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝

سورہ توبہ رکوع ۱۵

یہ تو ہو نہین سکتا کہ کل مومن اللہ تعٰ کی راہ مین نکلین اور اپنے وطنون کو چھوڑین - کیون ایسا نہ ہونا چاہئے کہ ہر فرقہ اور جماعت مین سے چند آدمی خدا تعالیٰ کی راہ مین نکلین اور اپنے آرام اور اوطان کو چھوڑ کر **خلیفۃ اللہ** کی خدمت مین آکر رہین اس لیے کہ دین کی سمجھ پیدا ہو اور **خلیفۃ اللہ** کے مبارک منہ کی پاک باتین سنکر اور اس سے سبق لے کر اپنی قوم کے پاس واپس جاوین اور اہل غفلت کو ڈراوین اور بیدار کرین شاید وہ خوف کرجاوین۔

مینے بہت غور کی ہے اور میری عمر کا بہت بڑا حصہ اسی غور و فکر مین گذرا ہے اور اللہ علیم اس بات کا گواہ ہے کہ مجھے ہوش کے زمانہ سے یہی شوق دامنگیر رہا کہ خدا کی رضا کی راہین حاصل کرون اور میری بڑی خواہش اور سب سے بڑی آرزو یہی رہی ہے کہ کسی طرح اپنے مولی کریم کو راضی کرون۔

حضرت مولوی **نور الدین** صاحب (خدا تعالے ان پر اپنا بے حد فضل کرے) سے مجھے اللہ تعالی نے ملا دیا - اور اس طرح مجھے دین کی طرف اور قرآن کریم کے معارف اور حقایق طرف توجہ ہوئی - مگر با اینہمہ بعض اخلاق ردیہ کی اصلاح نہ ہوئی اور طبیعت معاصی کی طرف اس طرح جاتی جیسے ایک سرکش جانور رسّا تڑا کر بے اختیار دوڑتا ہے اور قابو سے نکل جاتا ہے اور میری روح مین وہ سیری اور لذت نہ ہوئی جس کا کہ مین جویان تھا اس مین شک نہین کہ قرآن کریم کے حقایق و معارف مینے حضرت مولانا صاحب کے منہ سے سنے اور بہت فیض اٹھایا اور مین اعتراف کرتا ہون کہ پختہ مسلمان اور غیور بنگیا لیکن مین نہین جانتا کہ وہ کیا بات تھی جس سے روح مین ایک بیقراری اور اضطراب محسوس ہوتا تھا اور سکون اور جمعیت خاطر جس کے لیے صوفی ترستے ہین میسر نہ آتی تھی اور اس اثنا مین مین ایک بڑی نازک بات اور ناشدنی گردن زانی عقیدہ کی پرورش مین بڑا متوجہ تھا اور گویا بغل مین ایک بعل اور لات کو رکھتا تھا اور دل مین سمجھتا تھا کہ یہ خدا کی رضا کی راہ ہے مگر خدا تعالے خوب جانتا ہے کہ اس کے اختیار کرنے مین بھی نیت نیک تھی۔

سید احمد خان صاحب

کے خیالات ہا ابھی مین ۱۷ یا ۱۸ برس کی عمر کا سادہ لڑکا تھا کہ سید صاحب کے خیالات کے پڑھنے کا مجھے موقع ملا یعنی تہذیب اخلاق جو سید کے خیالات اور معتقدات کا آئینہ تھا مین اُسے شروع اشاعت سے پڑھنے لگا اور تیس برس کی عمر تک اس مین متوغل رہا سید صاحب کے قلم سے کوئی ایسا نقطہ نہین نکلا الا ماشاءاللہ جو مینے نہ پڑھا ہو اُن کی تفسیر کو بڑے عشق سے پڑھتا برابر بیس بائیس برس کا زمانہ تھوڑا نہین ایک بڑی مدت ہے اس عرصہ مین بھی میری روح کو طمانینت اور سکینت حاصل نہ ہوئی اور وہی اضطراب اور بیقراری دامنگیر رہتی بلکہ بعض بعض اوقات مین اپنی تنہائی کی گھڑیوںمین ہلاک کرنے والی بے چینی محسوس کرتا اور مین آخر اس نتیجہ پر پہونچتا کہ ہنوز اگر خدا تعالے کو خوش کیا ہوتا اور واقعی خدا تعالے سے سچا تعلق پیدا ہوگیا ہوتا تو ضرور تھا کہ سکینت اور طمانینت کا سرد پانی میرے اُبلتے ہوئے کلیجہ کو ٹھنڈا کرتا - اس خیال سے تردو تذبذب اور پریشانی اور بھی بڑھتی گئی-

میرے مخدوم مولوی صاحب بھی سید صاحب کی تصانیف منگوانے اور صفات الٰہی کے مسئلہ مین ہمیشہ سید صاحب سے الگ رہے اور مین ان کے ساتھ ہوکر بھی سید صاحب کی ہر بات کی پیچ کرتا اور کبھی مولوی صاحب مجھسے اُلجھ بھی پڑتے مگر مین اقرار کرتا ہون کہ وہ میرے اس جن کے نکالنے مین کامیاب نہ ہوئے- فتوحات ابن عربی اور امام غزالی کی احیاء العلوم کو مینے کئی بار پڑھا اور خوب غور اور تدبر سے پڑھا مگر مین سچ کہتا ہون کہ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی کا ہی معاملہ رہا شاید میری روح ہی ایسی تھی کہ تسلّی نہ پاسکتی تھی یا وہ خیالات واقعی طمانینت کا موجب نہ تھے- مگر اب کہون گا کہ وہ خیالات ہی یقیناً یقیناً تسلّی بخش راہ نہ دکھا سکتے تھے-

بہر حال مین اُس کو گناہ نہ سمجھتا تھا دل بیقرار رہتا تھا اور ایک دھڑکا لگا ہوا تھا- مینے کئی بار رویا مین دیکھا کہ بڑے جلتے ہوی شعلے مارتی ہوئی اگ کے بھٹون مین اور کودتی ہوئی بجلیون مین ڈالا گیا ہون اور پھر کئی بار بصیرت کی آنکھ سے دیکھا کہ بہشت مین ڈالا گیا ہون - مگر مین وجوہات اور اسباب کو نہ سمجھتا تھا- اسی بیقراری اور اضطراب مین میری عمر کا ایک بڑا حصہ گذر گیا یہان تک کہ حضرت مولوی نورالدین کے طفیل سے- امام الزمان - نور مرسل اور خلیفۃ اللہ کی صحبت نصیب ہوئی حضرت مولانا نورالدین کو تو بہت برس پیشتر براہین احمدیہ کے اشتہار کی ایک پرچہ نے اس نور کا پتہ دیدیا تھا- اور اُسوقت ہمارے آقا و امام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی گوشہ گزین تھے اور کجدار و مریز دنیا مین ہنوز قدم نہ رکھا تھا-

غرض مولوی صاحب نے مجھے امام الزمان کے متعلق فرمایا چونکہ مولوی صاحب کے ساتھ ایک خاص محبت اور اُن پر اعلی درجہ کا حسن ظن تھا مینے مان لیا مگر وہ بصیرت اور معرفت نصیب نہ ہوئی-

مارچ ۱۸۸۹ء کا ذکر ہے کہ حضرت امام نے بیعت کا اشتہار شائع کیا اور مولویصاحب لُدہیانہ تشریف لے گئے اور مجھ بھی ساتھ لے گئے مین صاف کہون گا کہ مین اپنی خوشی سے نہین گیا بلکہ زور سے ساتھ لے گئے اُن دونون مین بیعت کرنے کا اول فخر مولوی صاحب کو ہوا- مگر مین اُس وقت بھی اڑ گیا اور روح مین کشایش اور سینہ مین انشراح نہ دیکھ کر رُکا مولوی صاحب کے اصرار اور الحاح سے بیعت کرلی- یہ سچا اظہار ہے شاید کسی کو فائدہ پہونچے اُس کے بعد مین کیا دیکھتا ہون کہ میری دل و روح مین ایک تبدیلی پیدا ہونی شروع ہوئی مینے اس دعا کو جس کا مین ایک عرصہ دراز سے جویان تھا قریب یقین کیا- میرے دل مین ایک سکینت اُترتی ہوئی محسوس ہوتی تھی اور دل مین ایک طاقت اور لذت آتی معلوم ہونے لگی- یہان تک کہ ۱۸۹۱ء مین مسیح موعود کے دعوے کا اعلان ہوا-

اور اس سال کے آخر مین حضور نے مجھے خط لکھا کہ مین ازالہ اوہام تصنیف کررہا ہون اور بیمار ہون کاہبان پڑھتی ہیروف دیکھنے خطوط لکھنے کی تکلیف کا متحمل نہین ہوسکتا جسطرح بن پڑے آجائین - ادھر سے مولوی نورالدین صاحب کا خط آیا کہ حضرت کو تکلیف بہت ہے لدہیانہ جلدی جاؤ- اُس وقت مین مدرسہ مین مدرس تھا وہان سے رخصت لے کر لدہیانہ پہونچا-

اور مین اقرار کرتا ہون کہ ہنوز دنیا اور ہوائے دنیا سے میرا دل سیر اور نوکری سے قطعاً بیزار نہ ہوا تھا- اور جو دس پندرہ روپے ملتے تھے اُنھین غنیمت سمجھتا تھا اور عزم تھا کہ اختتام پر پھر اس سلسلہ کو اختیار کرون گا-

مگر جب مین تین ماہ تک حضرت اقدس کی صحبت مین رہا اور یہ پہلا موقعہ اتنی دراز صحبت کا تھا- مین نہین جانتا کہ وہ خیال اور وہ آرزو کدھر گئی- اس قسم کے خیالات سے میری روح کو صاف کردیا گیا اور میرا سینہ دھو دیا گیا اور اندر سے

آواز آئی کہ تو دنیا کے کام کا نہین۔ بس پھر کیا تھا۔ تین ماہ کی رخصت کے پورے ہوتے ہوتے یہ سب خیالات جاتے رہے اور پھر نہ واپس نہ استعفا خدا تعالیٰ نے دنیا کی دلدل سے مجھے بالکل نکالدیا اس وقت سے لے کر ۱۸۹۳ء تک مجھکو چھ چھ مہینے اور برس تک بھی حضرت اقدس کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اب تو ایک سکنڈ اور طرفۃ العین کے لئے بھی میری روح جدائی گوارا نہین کرتی۔ اور ایک خوبصورت امید میرے سینہ مین ہے کہ انشاءاللہ میرا جینا مرنا ان ہی پاؤن مین ہوگا۔ اور اگر مین اب یہان سے چند روز کے لئے کہین جاتا ہون تو دل کی آرزو کے خلاف مجبوراً پکڑا جاتا ہون۔

غرض پھر مجھے آپ کی صحبت مین رہنے کا اتفاق ہوا۔ اور اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ بڑا ایمان جسکو سید احمد خان کے خیالات سے اقتباس کیا تھا وہ روح کو تقوی و طہارت بخشنے والی اور سچی سکینت دینے والی شے نہ تھی وہ ایک فلسفیانہ اور متردّدانہ اور متوہمانہ خواہہائے پریشان کا سرجوش ایمان یا جذبہ تھا ایک ایک وقت مین ان خیالات پر غور کرنے سے میری روح تڑپ تڑپ گئی ہے اور جسم پر لرزہ پڑگیا ہے کہ مین کبھی جس کو صراط مستقیم سمجھتا تھا وہ خدا سے دور ڈالنے والی خطرناک راہ تھی مین راستی سے کہتا ہون اور خدا گواہ ہے کہ ان خیالات کے متعلق حضرت اقدس سے کبھی کوئی مباحثہ نہین ہوا بلکہ صرف اس کے منہ سے پاک باتین سنتا رہا اور صفات الٰہی اور قرآن کریم کی عظمت اور خوبیون کے تذکرے سنتا رہا۔ پھر آپ کی زندگی اور تعلیم و عمل نے بتایا کہ خدا کا متصرف اور زندہ ہونا اور متکلم خدا ہونا نہ کسی پہلے زمانہ مین تھا بلکہ اب بھی اسی طرح پر وہ حی۔ قیوم۔ متکلم۔ اور متصرف خدا ہے۔ ان باتون کو جب سنا نہین نہین دیکھا تو جیسے ایک گھٹا ٹوپ اندھیرے مین چراغ کے آجانے سے ہر ایک چیز قرینہ سے رکھی ہوئی اور سجی ہوئی نظر آتی ہے مینے اپنے اندر ایک روشنی دیکھی اور معرفت کا نور اور بصیرت کا چراغ میرے سینہ مین نظر آنے لگا۔ مین سمجھتا تھا کہ سید احمد خان کے خیالات میرے دل سے نکل سکین گے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے ان کو ایسا نکالا کہ گویا کبھی تھے ہی نہین والحمد للہ علیٰ ذالک

اور اب مین خدا تعالیٰ کو گواہ رکھکر کہتا ہون کہ محض امام الزمان کی صحبت کے طفیل سے ان خیالات سے مجھے اس سے کہین زیادہ نفرت اور بیزاری ہے جیسے اور مردار کھانے سے اور مین پھر کہتا ہون کہ یہ شہادت اپنی تبدیلی کی محض اسلئے پیش کی ہے کہ تا کسی سوچنے والے دل اور غور کرنے والی طبیعت کو ہدایت اور نور کی طرف رہبری کر سکے۔ اور یہ بتلایا جاوے کہ کفر اور شرک سے شدید بغض اور نفرت جو ایمانی غیرت کا تقاضا اور نور اور توحید سے محبت یہ اس ایک ہان اسی ایک انسان کے پاک انفاس کا نتیجہ ہے۔ مین اللہ کے لئے یقین دلاتا ہون کہ کفر اور لوازم کفر سے بغض رکھنا اور اسے دل مین مردار اور سور سمجھنا یہ ہر ایک انسان کا خاصہ اور ہر ایک کا دل گردہ نہین اور جب تک ایک ہادی اور مرشد ایسا نہ ہو کہ اسے قلباً شرک سے بیزاری ہو اور اس کے انفاس طیبہ مین کفر سے بیزاری بخشنے والی پوری تاثیر نہ ہو جب تک انسان معاصی اور کفر اور فسق کی راہون سے بچ نہین سکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ہمارے آقا و مرشد جانشین محمد احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود بھی کفر سے ایسے بیزار ہین اور آپ کی صحبت اور آپ کے کلام سے مستفید ہونے والا بھی کفر سے واقعی بیزار ہو جاتا ہے۔ اب کوئی گدی اور کوئی سلسلہ ایسا نہین جو گناہ سے سچی نفرت دلا سکے اور جسے کفر و شرک سے لڑائی رہتی ہو اگر کوئی ہے تو از راہ کرم بتاؤ۔

میرے دوستو ایک ہی انسان ہے جس کی صحبت مین آج گناہ سے نفرت۔ خدا سے الفت۔ رسول سے الفت پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ ہے میرا حال۔ اور اس کو اس لئے بیان کیا ہے تا کہ میرے دوستون اور بھائیون کو فائدہ اور دوسرون کو سبق ملے۔ باوجود اس کے کہ مین تا باستطاعت قرآن۔ فقہ۔ حدیث اور دین کی ضروری کتابین پڑھتا مگر خود بخود بلا مدد دستگیر سے اس منزل تک نہ پہونچ سکا جہان مجھے پہونچنا تھا اور جو میری روح کی تسلی اور اطمینان کے لئے ضروری تھی۔ جب تک کہ مجھے صحبت کا شرف حاصل نہین ہوا۔ اکثر کہتے ہین کہ قرآن اور حدیث کے ہوتے ہوئے کس امام کی ضرورت تھی۔ وہ احمق ہین اور وہ نہین جانتے کہ باوجودیکہ آنکھون مین نور اور کانون مین شنوائی کے پردے موجود ہین لیکن پھر بھی آفتاب اور ہوا کے بدون وہ سن نہین سکتے اور نہ دیکھ سکتے ہین۔

لاریب قرآن کریم ایک نور اور معرفت

کی شمع روشن ہے لیکن ایک زندہ نمونہ
بکار ہے جو قرآن کی طرف لے جا سکے
اور قرآن سمجھا سکے۔ اب بھی
اس کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے
حضور حامل قرآن علیہ صلوات الرحمن
کے عمل کی قرآن کے ساتھ ضرورت
تھی۔ کاش لوگ سمجھیں۔ اسی لئے
تو خدا کہتا ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ۔ وَکُوْنُوْا مَعَ
الصّٰدِقِیْنَ۔ تقوی اللہ اور ایمان
کی حقیقت معلوم کرنی چاہئے بلکہ اپنی
زندگی اور روح میں اس کے
ثمروں کو محسوس اور اس کی کیفیتوں
سے محظوظ ہونا چاہئے ہو تو امام
کی صحبت کا شرف حاصل کرو
اور چونکہ سب کے سب نہیں آسکتے
اس لئے ایسا ہونا چاہئے کہ ہر محلہ
اور ہر شہر میں سے ایک یا دو
آدمی جو سمجھدار اور فراست
اور ملکہ رکھتے ہوں اور خدا کی
پاک باتوں کے سننے کا مذاق رکھتی
ہوں وہ آئیں اور آسمانی علوم سے
حصہ لیں۔

عزیزو! بڑی ضرورت ہے امام
کے پاس بیٹھنے کی۔ اور اس کی
باتوں کا سننا بڑی بات ہے اگر کوئی
اس امر سے بے نیازی ظاہر کرتا ہے
تو وہ یاد رکھے کہ خدا تعالے اس
سے بے نیاز ہے بے نیاز ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

نگر ای قوم نشانہائی خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بر چشم نشانی است کبیر

دیکھنے والوں کیلئے ایک اور نشان

ذیل میں ہم اخبار چودھویں کے حوالہ سے

(جو بحوالہ تیر آصفی - قطرازہے)
ایک خبر درج کرتے ہیں جو حسین
کامی آفندی کے تغلب چندہ مظلومان
کریٹ اور اس کے معتوب سلطانی
ہونے کے متعلق ہے۔ ہمارے
ناظرین کی یاد سے وہ اشتہار ابھی بھولا
نہ ہوگا جو حجۃ اللہ فی الارض
امام ہمام حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے حسین کامی کے
عنوان سے شائع کیا تھا۔ جس میں
سلطنت روم کے ارکان کی روحانی
کمزوری پر اپنی الہامی فراست
سے بحث کی ہے۔ اور ناظرین کو یہ
بھی یاد ہوگا کہ حسین کامی
کے اشتہار پر حضرت اقدس کی مخالفت
نئی روشنی کے مسلمانوں میں حد سے
بڑھ گئی تھی۔ چنانچہ چودھویں
صدی کے بزرگ نے اسی اشتہار
پر سے

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکان برد

والا شعر پڑھا تھا۔ اور چودھویں
صدی نے بھی اپنی طرف سے
خوب دھڑلے کے مضامین شائع
کئے تھے۔ اور ایسا ہی لاہور کے
اخبار ناظم الہند نے بہت بدگوئی
کی تھی۔ اور خود اس ناکام حسین
کامی نے بھی سب وشتم میں کوئی
دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔
آخر چودھویں صدی والے بزرگ
نے تو توبہ کی اور وہ زمرۂ خادمان
حضرت مسیح موعود علیہ السلام
میں شامل ہوا۔
اور ناظم صاحب کو بھی اپنے کئے
کی سزا بھگتنی پڑی۔ اور حسین
کامی صاحب اب تغلب زر چندہ
مظلومان کریٹ کے تغلب میں ماخوذ
ہوئے
افسوس ہے کہ اس شخص نے مظلوموں
پر ظلم کیا اور پھر امانت میں خیانت
کی۔
اب ہم کو وہ لوگ بتلائیں جنہوں نے

کامی صاحب کو خوب بنایا تھا اور اسکی
تعریف اور خیر مقدم میں مضمون کے
صفحے سیاہ کئے تھے کہ اگر اس کی حالت
اور بعض دوسرے ارکان دولت
عثمانیہ کی حالت حضرت اقدس کو
کشفی حالت میں بری نظر آئی اور اسپر
آپ نے صاف طور سے کہدیا تو کیا برا
کیا مگر کیا اب بھی اس مرد خدا کی صداقت
اور راستبازی سے انکار کروگے؟
بہر حال یہ ایک نشان ہے اہل دل
لوگوں کے لئے مبارک وہ جو اس سے
فائدہ اٹھاتے ہیں۔
حضرت اقدس کا یہ الہام عرصہ
دراز سے شائع ہو چکا ہے کہ
اِنِّیْ مُہِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ
جو تیری اہانت کریگا میں اسکی اہانت کرونگا۔
پس ممکن نہیں کہ حضرت
اقدس کی اہانت کے ارادہ
سے کوئی اٹھے اور ذلیل ہو کر نہ بیٹھ
جائے۔
اب ہم وہ خبر مع ریمارک چودھویں صدی
درج کرتے ہیں اور وہ یہ ہے

چندۂ مظلومان کریٹ اور ہندوستان

ہمیں آج کی ولایتی ڈاک میں
اپنے ایک لائق اور معزز نامہ نگار
کے پاس سے ایک قسطنطنیہ والی
چٹھی ملی ہے جس کو ہم اپنے ناظرین
کی اطلاع کے لئے درج ذیل کئے
دیتے ہیں اور ایسا کرتے ہوئے
ہمیں کمال افسوس ہوتا ہے: افسوس
اس وجہ سے کہ ہمیں اپنی ساری
امیدوں کے برخلاف اس مجرمانہ
خیانت کو جو سب سے بڑی اور
سب سے زیادہ منتظم و مہذب
اسلامی سلطنت کے وائس قونصل کی
جانب سے بڑی بیدردی کے ساتھ
عمل میں آئی اپنے ان کانوں سے

سُنتا اور پبلک پر ظاہر کرنا پڑا ہے جو کیفیت جناب مولوی حافظ عبدالرحمٰن صاحب الہندی نزیل قسطنطنیہ نے ہمین معلوم کرائی ہے اُس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حسین بک کامی نے بڑی بے شرمی کے ساتھ مظلومان کریٹ کے روپیہ کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کرلیا اور کارکن کمیٹی چندہ نے بڑی فراست اور عرق ریزی کے ساتھ ان کے روپیہ اگلوالیا مگر دریافت نہین ہوا کہ وائس قونصل مذکور پر عدالت عثمانیہ مین کوئی نالش کی گئی یا نہین - ہماری رائے مین ایسے خائن کو عدالتانہ کاروائی کے ذریعہ سے عبرت انگیز سزا دی جانی چاہیئے -

بہرحال ہم اُمید کرتے ہین کہ یہی ایک کیس غبن کا ہوگا جو اس چندہ کے متعلق د توزیع مین آیا ہو اور جو زر قوم چندہ جناب ملا عبدالقیوم صاحب اول تعلقدار لنگسور اور جناب عبدالعزیز بادشاہ صاحب ٹرکش قونصل مدراس کی معرفت حیدرآباد اور مدراس سے روانہ ہوئین وہ بلا خیانت قسطنطنیہ کو کمیٹی چندہ کے پاس برابر پہونچ گئی ہونگی -

قسطنطنیہ کی چٹھی

ہندوستان کے مسلمانون نے جو گزشتہ دو سالون مین مہاجرین کریٹ اور مجروحین عساکر حرب یونان کے واسطے چندہ فراہم کرکے قونصلان دولۃ علیہ ترکیہ مقیم ہند کو دیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ ہر نہ چندہ تمام وکمال قسطنطنیہ مین نہین پہونچا اور اس امر کے باور کرنے کی یہ وجہ ہوئی ہے کہ حسین بک کامی وائس قونصل مقیم کراچی کو جو ایک ہزار چھ سو روپیہ کے قریب مولوی محمد انشاءاللہ صاحب اڈیٹر اخبار وکیل امرتسر اور مولوی محبوب عالم صاحب اڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے مختلف مقامات سے وصول کرکے بھیجا تھا وہ سب غبن کرگیا - ایک کوڑی تک قسطنطنیہ مین نہین پہونچائی مگر خدا کا شکر ہے کہ سلیم ہاشم محمہ کارکن کمیٹی چندہ کو جب خبر پہونچی تو اُس نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس روپیہ کے اگلوانے کی کوشش کی اور اس کی اراضی مملوکہ کو نیلام کراکر وصول رقم کا انتظام کیا اور باب عالی مین غبن کی خبر بھجواکر نوکری سے موقوف کرایا - اس لیے ہندوستان کے جملہ اصحاب جراید کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو قومی خدمت سمجھکر چار مرتبہ متواتر اپنے اخبارات مین مشتہر فرمائین اور جس وقت اُن کو معلوم ہو کہ فلان شخص کی معرفت اس قدر روپیہ چندہ کا بھیجا گیا تو اُس کو اپنے جریدہ مین مشتہر کرائین اور نام مع عنوان کے ایسا مفصل لکھین کہ بشرط ضرورت اُس سے خط وکتابت ہوسکے اور ایک پرچہ اس جریدہ کا خاکسار کے پاس بمقام قاہرہ اس پتہ سے روانہ فرمائین -

حافظ عبدالرحمن الہندی الامرتسری
سکہ جدیدہ - وکالہ صالح آفندی
قاہرہ (ملک مصر)

ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار

چونکہ مجھے ان دنون مین چند متواتر الہام ہوئے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ عنقریب آسمان سے کوئی ایسا نشان ظاہر کرے گا جس سے میرا صدق ظاہر ہو اس لئے مین اس اشتہار کے ذریعہ سے حق کے طالبون کو اُمید دلاتا ہون کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب آسمان سے کوئی شہادت میری تائید کے لئے نازل ہوگی - یہ ظاہر ہے کہ جس قدر خدا تعالےٰ کے مامور دنیا مین آئے ہین گو اُنکی تعلیم نہایت اعلیٰ تھی اور اُن کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے اور اُن کی زیرکی اور فراست بھی اعلےٰ درجہ پر تھی لیکن اُن کا خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونا لوگون نے قبول نہ کیا جب تک کہ اُن کی تائید مین آسمان سے کوئی نشان نازل نہین ہوا -

اسی طرح خدا تعالیٰ اس جگہ بارش کی طرح اپنے نشان ظاہر کر رہا ہے تا دیکھنے والے دیکھین اور سوچنے والے سوچین - اور اب مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک برکت اور رحمت اور اعزاز کا نشان ظاہر ہوگا جس سے اکثر لوگ تسلی پائینگے جیسا کہ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا -

ایک عزت کا خطاب
ایک عزت کا خطاب
لَكَ خِطَابُ العِزَّةِ
ایک بڑا نشان اسکے ساتھ ہوگا

یہ تمام خدائے پاک قدیر کا کلام ہے جس کو مینے موٹے قلم سے لکھدیا ہے اگرچہ انسانون کے لئے بادشاہون اور سلاطین وقت سے بھی خطاب ملتے ہین مگر وہ صرف لفظی خطاب ہوتے ہین جو بادشاہون کی مہربانی اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا اور اسباب سے کسی کو حاصل ہوتے ہین اور بادشاہ اس کے ذمہ وار نہین ہوتے کہ جو خطاب انھون نے دیا ہے اس مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئین ہمیشہ رکھے جس کو ایسا خطاب دیا گیا ہے - مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا تو وہ بادشاہ

اس بات کا متکفل نہیں ہو سکتا کہ ایسا
شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھلاتا رہیگا
بلکہ ممکن ہے کہ ایسا شخص ضعف قلب کی
وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے
بھی کانپ اٹھتا ہو چہ جائیکہ وہ کسی
میدان میں شیر کی طرح بہادری دکھلاوے
لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالے سے شیر
بہادر کا خطاب ملے اس کے لئے ضروری
ہے کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو کیونکہ
خدا انسان نہیں ہے کہ جھوٹ بولے
یا دھوکا کھاوے یا کسی پولیٹیکل مصلحت
سے ایسا خطاب دیدے جس کی نسبت
وہ اپنے دل میں جانتا ہے کہ دراصل
وہ شخص اس خطاب کے لائق نہیں ہے
اس لئے یہ بات محقق امر ہے کہ فخر کے
لائق وہی خطاب ہے جو خدا تعالے
کی طرف سے ملتا ہے اور وہ خطاب
دو قسم کا ہے اول وہ جو وحی اور
الہام کے ذریعہ سے خدا تعالے کی
طرف سے عطا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ
نے اپنے پاک نبیوں میں سے کسی کو
صفی اللہ کا لقب دیا اور کسی کو
کلیم اللہ کا اور کسیکو روح اللہ کا
اور کسی کو مصطفےٰ اور حبیب اللہ کا
ان تمام نبیوں پر خدا تعالیٰ کی سلام
اور رحمتیں ہوں اور دوسری قسم خطاب
کی یہ ہے کہ اللہ تعالے بعض نشانوں
اور تائیدات کے ذریعہ سے بعض
اپنے مقبولین کی اس قدر محبت لوگوں
کے دلوں میں یکدفعہ ڈالدیتا ہے
کہ یا تو ان کو جھوٹا اور کافر اور مفتری
کہا جاتا ہے اور طرح طرح کی نکتہ چینیاں
کی جاتی ہیں اور ہر ایک بد عادت
اور عیب ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے
اور یا ایسا ظہور میں آتا ہے کہ انکی تائید
میں کوئی ایسا پاک نشان ظاہر ہو جاتا
ہے جس کی نسبت کوئی انسان کوئی بدظنی
نہ کر سکے اور ایک موٹی عقل کا آدمی
بھی سمجھ سکے کہ یہ نشان انسانی ہاتھوں
اور انسانی منصوبوں سے پاک ہے اور
خاص خدا تعالے کی رحمت اور فضل
کے ہاتھ سے نکلا ہے تب ایسا نشان
ظاہر ہونے سے ہر ایک سلیم طبیعت بغیر
کسی شک و شبہ کے اس انسان کو قبول
کر لیتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں
خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی یہ بات پڑجاتی
ہے کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے تب
لوگ اس الہام کے ذریعہ سے جو خدا ہر
لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اس
شخص کو صادق کا خطاب دیتے ✠
ہیں کیونکہ لوگ اس کو صادق صادق
کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں
کا یہ خطاب ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا
نے آسمان سے خطاب دیا کیونکہ خدا
آپ ان کے دلوں میں یہ مضمون نازل
کرتا ہے کہ لوگ اس کو صادق کہیں۔
اب جہاں تک میں نے غور کیا ہے اور فکر کی
ہے میں اپنے اجتہاد سے نہ کسی الہامی
تشریح سے اس الہام کے جس کو میں نے
ابھی ذکر کیا ہے یہی معنے کرتا ہوں
کیونکہ ان معنوں کے لئے اس الہام
کا آخری فقرہ ایک بڑا قرینہ ہے کیونکہ
آخری فقرہ یہ ہے کہ ایک بڑا نشان
اس کے ساتھ ہوگا لہذا میں اپنے
اجتہاد ✠ سے اس کے یہ معنی سمجھتا ہوں
کہ خدا تعالیٰ اس جھگڑے کے فیصلہ
کرنے کے لئے جو کسی حد تک پورا ہو گیا
ہے اور حد سے زیادہ تکذیب
اور تکفیر ہو چکی ہے کوئی ایسا برکت
اور رحمت اور فضل اور صلحکاری کا
نشان ظاہر کرے گا کہ وہ انسانی ہاتھوں
سے برتر اور پاک تر ہو گا۔ تب
ایسی کھلی کھلی سچائی کو دیکھکر لوگوں
کے خیالات میں ایک تبدیلی واقع
ہو گی اور نیک طبیعت آدمیوں کے
کینے یکدفعہ رفع ہو جائیں گے۔ مگر
جیسا کہ میں نے ابھی بیان کیا ہے
یہ میرا ہی خیال ہے ابھی کوئی الہامی
تشریح نہیں ہے۔ میرے ساتھ
خدا تعالے کی عادت یہ ہے کہ کبھی
کسی پیشگوئی میں مجھے اپنی طرف سے
کوئی تشریح عنایت کرتا ہے اور
کبھی مجھے میرے فہم پر ہی چھوڑ دیتا ہے
مگر یہ تشریح جو ابھی میں نے کی ہے اسکی
ایک خواب بھی مؤید ہے جو ابھی ۲۱
اکتوبر ۱۸۹۹ء کو میں نے دیکھی ہے اور وہ
یہ ہے کہ میں نے خواب میں مجھی اخویم مفتی
محمد صادق کو دیکھا ہے اور میں
اس کے جو میں اس خواب کی تفصیل بیان
کروں اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی

✠ نوٹ اس خطاب کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ
مصر کے بادشاہ فرعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو
صدیق کا خطاب دیا کیونکہ بادشاہ نے جب دیکھا
کہ اس شخص نے صدق اور پاک باطنی اور پرہیزگاری
کے محفوظ رکھنے کے لئے بارہ برس کا جیلخانہ اپنے
لئے منظور کیا مگر بدکاری کی درخواست کو نہ مانا
بلکہ ایک لحظہ کے لئے بھی دل پلید نہ ہوا تب بادشاہ
نے اس راستباز کو صدیق کا خطاب دیا جیسا کہ
قرآن شریف سورہ یوسف میں ہے یوسف
ایہا الصدیق معلوم ہوتا ہے کہ انسانی خطابوں
میں سے پہلا خطاب وہی تھا جو حضرت یوسف کو ملا

✠ نوٹ جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ
وحی اور الہام کے ساتھ ہو وہ خوب
جانتا ہے کہ ملہمین کو کبھی اجتہادی طور پر
اپنے الہام کے معنے کرنے پڑتے ہیں۔

بقیہ نوٹ ع۱ اس طرح کے الہام بہت ہیں جو
مجھے کئی دفعہ ہوئے ہیں اور بعض وقت
ایسا الہام ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس
کے کیا معنے ہیں اور ایک مدت کے بعد اس کے
معنے کھلتے ہیں مثلاً ۱۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو خدا تعالیٰ
نے مجھ کو مخاطب کر کے اپنا کلام مجھ پر نازل کیا
انا اخرجنا لك زروعا یا ابراھیم یعنی اے
ابراہیم ہم تیرے لئے ربیع کی کھیتیاں اگائیں
گے زروع زرع کی جمع ہے اور زرع عربی
میں ربیع کی کھیتی یعنی گندم و گیہوں و جو
وغیرہ کو کہتے ہیں مگر آثار ایسے نہیں ہیں
کہ یہ الہام اپنے ظاہر معنوں کی رو سے پورا
ہو کیونکہ ربیع کی تخم ریزی کے ایام گویا
گذر گئے لہذا مجھ کو صرف اجتہاد سے یہ معنے
معلوم ہوتے ہیں کہ مجھے کیا غم ہے تیری
کھیتیاں تو بہت نکلیں گی یعنی ہم تیری
تمام حاجات کے متکفل ہیں ایسا ہی ایک

نہیں ہوگا کہ مفتی محمد صادق میری جماعت میں سے اور میرے مخلص دوستوں میں سے ہیں جن کا گھر بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہے مگر دنوں میں ان کی ملازمت لاہور میں ہے یہ اپنے نام کی طرح ایک محب صادق ہیں مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے اشتہار ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء میں سہواً ان کا تذکرہ کرنا بھول گیا وہ ہمیشہ میرے دینی خدمات میں نہایت جوش سے مصروف ہیں خدا ان کو جزاء خیر دے۔

اب خواب کی تفصیل یہ ہے کہ میں نے مفتی صاحب موصوف کو خواب میں دیکھا کہ نہایت روشن اور چمکتا ہوا چہرہ ہے اور ایک لباس فاخرہ جو سفید ہے پہنے ہوئے ہیں اور ہم دونو ایک بگھی میں سوار ہیں اور وہ لیٹے ہوئے ہیں اور انکی کمر پر میں نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔

یہ خواب ہے اور اس کی تعبیر جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے یہ ہے کہ صدق جس سے میں محبت رکھتا ہوں ایک چمک کے ساتھ ظاہر ہوگا اور جیسا کہ میں نے صادق کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چمکتا ہے اسی طرح وہ وقت قریب ہے کہ میں صادق سمجھا جاؤنگا اور صدق کی چمک لوگوں پر پڑیگی اور ایسا ہی ۲۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب میں مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا میں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔ میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہیں اور سلطان جو خواب میں اس لڑکے کا باپ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان میں اس دلیل کو کہتے ہیں کہ جو ایسی بین الظہور ہو جو باعث اپنے غایت درجہ کے روشن ہونے کے دلوں پر اپنا تسلط کرلے۔ گویا سلطان کا لفظ تسلط سے لیا گیا ہے اور سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کرلے اور طبائع سلیمہ پر اس کا تسلط تام ہو جاوے۔ پس اس لحاظ سے کہ خواب میں عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا اسکی تعبیر یہ ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگوں کے دلوں پر تسلط کرنے والا ہو ظہور میں آئے گا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جسکو دوسرے لفظوں میں اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہیں دلوں میں میرا عزیز ہونا ہوگا جسکو خواب میں عزیز کے تمثل سے ظاہر کیا گیا پس خدا نے مجھے یہ دکھلایا ہے کہ قریب ہے جو سلطان ظاہر ہو یعنی دلوں پر تسلط کرنے والا نشان جس سے سلطان کے لفظ کا اشتقاق ہے اور اس کا لازمی نتیجہ جو اس کے فرزند کی طرح ہے عزیز ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جس انسان سے وہ نشان ظاہر ہو جسکو سلطان کہتے ہیں جو دلوں پر ایسا تسلط اور قبضہ رکھتا ہے جیسا کہ ظاہری سلطان جسکو بادشاہ کہتے ہیں رعایا پر تسلط رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ اسکو نشان کے ظہور سے اسکا اثر بھی ظاہر ہو یعنی دلوں پر تسلط اس نشان کا ہو کر صاحب نشان لوگوں کی نظر میں عزیز بنجائے اور جب کہ عزیز بننے کا موجب اور علت سلطان ہی ہوا یعنی ایسی دلیل روشن جو دلوں پر تسلط کرتی ہے تو اس میں کیا شک ہے کہ عزیز ہونا سلطان کے لئے بطور فرزند کے ہوا کیونکہ عزیز ہونے کا باعث سلطان ہی ہے جس نے دلوں پر تسلط کیا اور تسلط سے پھر یہ عزیزی کی کیفیت پیدا ہوئی سو خدا تعالیٰ نے مجھکو دکھلایا کہ ایسا ہی ہوگا اور ایک نشان دلوں کو پکڑنے والا اور دلوں پر قبضہ کرنے والا اور دلوں پر تسلط رکھنے والا ظاہر ہوگا جسکو سلطان کہتے ہیں اور اس سلطان سے پیدا ہونے والا عزیز ہوگا یعنی عزیز ہونا سلطان کا لازمی نتیجہ ہوگا کیونکہ نتیجہ بھی عربی زبان میں بچہ کو کہتے ہیں فقط

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان

۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

بقیہ نوٹ ۲ صفحہ ۶ — اور دوسرا الہام متشابہات میں سے ہے جو ۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا اور وہ یہ ہے **قیصر ہند کی طرف سے شکریہ**

اب یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کیونکہ میں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں میرا شکریہ کیسا۔ سو ایسے الہام متشابہات میں سے ہوتے ہیں جب تک خود خدا انکی حقیقت ظاہر نہ کرے۔ منہ

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزی ون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لیے اکسیر ہے ضعف بصارت "تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائی اور دوویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچے سے لے کر بوڑھے "تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھاسکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ سے خالص ممیرہ فی ماشہ عہ مصری سرمہ فی تولہ عہ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے سرمہ کے اشتہارون سے بچنا چاہیٔو -

المشتہر - پروفیسر میاسنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے

۱- مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لیے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھوں سے پانی بہت جانا دھند سوزش چشم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین جلن کمزوری نظر ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شے نہین ہے اس لیے ہر کسی کے لیے استعمال مفید ہے [illegible] مین [illegible] لائق ڈاکٹرون کا [illegible] ایسی مفید دوا کو [illegible] رکھنا چاہتے اس لیے مین [illegible] شہادت دیتا ہون کہ [illegible] امراض کے لیے ممیرے کا سرمہ [illegible] ڈاکٹر ڈی ایم [illegible] بہادر ایم بی ایم [illegible]

(۲) [illegible] ممیرے کے سرمہ کے [illegible] شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے [illegible] اس کا تجربہ اپنے ایک [illegible] مریض مسماۃ [illegible] دیوی بعمر ۴۵ سال سکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پڑوال پڑتے تھے اور دکھتی رہتی تھین اُن مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اس کی بینائی مین فرق اسقدر آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ ان اشیا کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکور نے تین روز تک استعمال کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور -

(۳) مینے ممیرے کے سرمہ کا جو کہ سردار میاسنگھ نے تیار کیا ہے ان مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہے اور دھندا اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند -

(۴) مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیری کا سرمہ جو کہ سردار میاسنگھ اہلووالیہ نے تیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی اک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے راقم خان بہادر ڈاکٹر سید میر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی اسناد ات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اسکو مبلغ پانچ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا جو لاہور کے نیشنل بنک مین اسی مطلب کے لئے مارچ ۹۸ء مین جمع کیا گیا ہے -

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب کے اہتمام سے طبع ہوکر شائع ہوا